

محمد (ص)یورپ کی نظر میں (حصہ دوم)

<?xml encoding="UTF-8">

بسم الله الرحمن الرحيم

پانچویں فصل :

ابھی اہل یورپ کے ذہن سے صلیبی جنگوں کی یادیں محو نہیں ہوپائی تھیں کہ ترک آپہنچے اور چودہ سو ترین میں قسطنطنیہ فتح کرلیا۔ روزروشن کی طرح واضح ہے کہ ایک ہزار چوں عیسوی سے مشرق کے آرتھوڈوکس کلیسا اور کیتھولک کلیسا مکمل طرح سے الگ ہوگئے گرچہ انہوں نے چودہ سوانتالیس میں اتحاد کا معاہدہ کیا لیکن اب اتحاد کا وقت گزر چکا تھا اور چار صدیوں کے بعد آرتھوڈوکس کلیسا کا مرکزسقوط کے دھانے پر تھا۔ اس زمانے سے انیس سو اٹھارہ یعنی پہلی جنگ عظیم تک یعنی سلطنت عثمانیہ کے خاتمے تک ترک قوم پانچ صدیوں تک یورپ کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی گرچہ چودہ سو بانوے میں اندلس پوری طرح سے مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیتا تھا اور یورپ میں مسلمانوں کی حکمرانی ختم ہوچکی تھی بنابریں سولہویں صدی عیسوی سے یورپ میں عربوں کا نام و نشان تک نہ تھا اور اسلام کو ترکوں کے نام سے پہنچانا جاتاتھا اسی بناپراس زمانے کی عیسائی دنیا میں محمد (ص) کو ترک اہریم کی حیثیت سے جانا جاتاتھا۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ قسطنطنیہ پر مسلمانوں کے قبضے کے نتیجے میں مشرقی روم کے مفکرین نے مغربی روم میں پناہ لی جسکے سبب یونان کے کلاسیکل افکار کا احیاء ہوا اور تدریجا "اومانیسزم" کے نظریات سامنے آنے لگے اسی تبدیلی کو رنسنس کا آغاز قرار دیا جاتا ہے اس کے بعد صنعت طباعت کی ایجاد کے نتیجے میں یورپ میں عظیم تبدیلیاں آئیں۔ لیکن نہ رننسیسزم سے نہ اومانیسزم سے نہ صنعتی ترقی سے اور نہ ہی مشرق وسطی اور ایران کا سفر کرنے والے سیاحوں کی معلومات سے محمد (ص) کی نسبت یورپ کے نظریات میں کوئی تبدیلی آئی اس زمانے میں بھی محمد (ص) کو اساطیری خدا، مکار ساحر، طالع بین اور دھوکہ باز شخص کے طور پر جانا جاتاتھا یہ ایسے عالم میں تھا کہ یورپی سیاحوں کے سفرنامے اسلامی عقائد منجملہ توحید اور عبادات کی معلومات سے اٹے پڑے تھے۔

محمد (ص) کی نبوت کے بارے میں یورپیوں کے نزدیک ایک مشہور داستان بحیرہ راہب کی ہے یہ داستان اکثر عیسائی کتابوں میں مل جائے گی۔ سرجان ماندویل لکھتے ہیں کہ محمد ہمیشہ اس راہب کے کمرے میں جایا کرتے تھے وہ لکھتے ہیں کہ محمد (ص) نے راہبوں سے ضروری معلومات حاصل کی تھیں اور اپنے ساتھیوں سے انہیں مروادیا کرتے تھے سرجان ماندویل کا سفر نامہ اس طرح کی باتوں سے بھرا پڑا ہے یہ سفرنامہ دراصل فرانسیسی زبان میں ہے اور یورپ کی مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوچکا ہے۔

بنڈیکٹی راہب ہیگڈن کی کتاب تاریخ عالم کا، تیرہ سو ستاسی، چودہ سو پچانوے اور پندرہ سو ستائیس میں تین مرتبہ انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے۔ ہیگڈن اپنی اس کتاب میں اس کیوترکی داستان لکھتا ہے جسے محمد (ص) نے سدھایا تھا تاکہ وہ دانے کے لئے ان کے سرپر پرواز کرے اسے وہ روح القدس کہتے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ وہ

ان پر وحی لاتا ہے۔ ہیگڈن ایک اور داستان لکھتا ہے کہ محمد (ص) کا ایک اونٹ تھا انہوں نے اسے سکھا رکھا تھا کہ صرف ان ہی کے ہاتھ سے چارا کھائے محمد نے اس کی گردن میں قرآن لٹکا رکھا تھا جب وہ اس اونٹ کے پاس آتے تو اونٹ زانو موڑ کر بیٹھ جاتا اور محمد قرآن کو تھام کر کہتے کہ یہ آسمانی پیغام ہے۔ ہیگڈن کی نظر میں جنسی ہوس بھی ایک طریقہ تھا جس کے ذریعے محمد (ص) نے عیسائیت کو کمزور بنانے اور اسلام کو استحکام پہنچانے کا کام کیا۔

جان لیڈ گیٹ نے چودہ سو تیس سے چودہ سو اڑتیس کے عرصے میں اپنی نظم لکھی اس نظم کا عنوان ہے "شہزادوں کا زوال" اس نظم میں ماحومت جھوٹے پیغمبر کے زیر عنوان محمد (ص) کو ایسا جادوگر بتایا گیا ہے جس نے اپنے اہداف تک پہنچنے کے لئے مال دار عورت سے شادی کی اور اس کے پیسے کے بل پر بیزانس کے بادشاہ ہراکلیوس سے جنگ کی اور اسکندریہ کی سرحد تک اس کی سرزمینوں پر قبضہ کر لیا۔ جان لیڈ گیٹ نے محمد (ص) کے صرع یا مرگی کی بیماری میں مبتلا ہونے کی بھی بات کی ہے جس کے بعد قرون وسطیٰ میں یہ بات عام ہو گئی تھی۔ اس نظم میں ایک اور قدیمی داستان کا ذکر کیا گیا ہے یہ داستان رحلت محمد (ص) کے بارے میں ہے کہ مستی کے نتیجے میں مرگی کے دورے کے زیر اثر محمد (ص) کی موت ہوئی اور کچھ ---- نے انہیں کھالیا اسی بنا پر شراب اور سور کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے۔

یہ بات غور طلب ہے کہ یہ افسانے قرون وسطیٰ میں گھڑے گئے ہیں اور بعض عیسائی ادیبوں نے بھی اس طرح کے افسانے لکھے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں عیسائی دنیا کو قرآن کی ذرا سی شناخت نہیں تھی اور جیسا کہ معلوم ہے سولہ سو انچاس سے قبل یورپ میں قرآن کا ترجمہ نہیں ہوا تھا ہر چند بارہویں صدی عیسوی میں لاطینی زبان میں قرآن کا ترجمہ ہو چکا تھا۔

رینیسینس کے بعد ایک دوسریوں میں بعض توہمات کو دور کرنے کی غرض سے عیسائی دنیا میں فکری سرگرمیاں شروع ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ اسپین کے ایک پادری جان سگوویائی کا خیال تھا کہ جنگ سے اسلام و عیسائیت کے مابین مسائل حل نہیں ہو سکتے انہوں نے دونوں دینوں کے مابین تنازعات کو حل کرنے کی غرض سے ایک ہسپانوی مسلمان کی مدد سے قرآن کا ترجمہ کروایا جو چودہ سو پینتالیس میں ان کی موت کے بعد ناپید ہو گیا دراصل ان کے پادری ساتھیوں نے اسے کہیں چھپا دیا تھا۔ جان سگوویائی نے ایک جرمن پادری نیکولس کولکھا تھا کہ اسلام اور عیسائیت میں عداوت و دشمنی کے خاتمے نیز ان کے درمیان دوستی قائم کرنے کے لئے ایک عالمی نشست کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں ایسے بھی لوگ تھے جنہیں اسلام و عیسائیت کے اشتراکات کا علم تھا مسلمانوں کے ہاتھوں قسطنطنیہ کی تسخیر کے وقت پوپ کے عہدے پر فائز آئناس سیلیویوس نے ترک بادشاہ سلطان محمد فاتح کولکھا تھا "مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین بہت سے مشترکہ امور ہیں جن پر دونوں مذہب کے پیروں کا اتفاق ہے، خدائے واحد، خلقت عالم، ایمان کی ضرورت، حیات اخروی، جزا و سزا کا نظام اور روح کا ابدی ہونا ایسے امور ہیں جن پر دونوں مذہبوں کا اتفاق ہے اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ صرف خدا کی ذات و ماہیت کے بارے میں اسلام و عیسائیت میں اختلاف پایا جاتا ہے اس کے باوجود پوپ سلطان محمد سے کہتے ہیں کہ وہ عیسائی ہو جائیں۔

ایک نکتہ جس پر عیسائی سخت حیران تھے یہ تھا کہ مسلمان حضرت مسیح کا بے حد احترام کرتے ہیں ہر چند ان کے صلیب پر لٹکائے جانے کو تسلیم نہیں کرتے، یہ امر عیسائیوں کے نزدیک صلیب کی اہمیت کے پیش نظر مسلمانوں کی جانب سے حضرت مسیح کے اکرام و تکریم کے اقدام کی اہمیت کو کم کر سکتا تھا۔ قسطنطنیہ پر مسلمانوں کے قبضے کے بعد جو چیزیں عیسائیوں کے درمیان رائج ہوئیں وہ ترکوں کی سنگ دلی

اور ان کی جنگوں سے عبارت ہیں یورپیوں کی نظر میں ترکوں کے افعال و اعمال اسلام کی تعلیمات قرار پائے۔ ترکوں سے شدید دشمنی اس بات کا باعث بنی کہ پندرہ سو اٹھاسی میں کرسٹوفر مارلونه اپنے اشعار میں ترکوں پر حملہ کرنے کی بنا پر تیمور کی تعریف کی ہے اور اپنے ان اشعار میں تیمور کی زبانی ماحومت کو سب و شتم کا نشانہ بنایا ہے وہ اپنے اشعار میں کہتا ہے کہ تیمور نے قرآن کو نذر آتش کرنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے وہ ایک عیسائی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

قسطنطنیہ کا واقعہ ان واقعات میں سے ہے جن کا زخم اب بھی ہرا ہے اسی بنا پر یہ واقعہ عیسائی ڈراموں اور اشعار میں فراوانی سے دیکھا جاسکتا ہے یہاں تک کہ شیکسپیئر کے ڈرامے ہنری پنجم میں فرانسیسی بادشاہ کی بیٹی کیٹرین سے بادشاہ یہ کہتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ "اؤہم ایسے بچے کی بنیاد رکھیں جو نیم فرانسیسی اور نیم برطانوی ہواور جو قسطنطنیہ جاکر ترکوں کا مقابلہ کرے یہ ایسے عالم میں ہے کہ ہنری پنجم قسطنطنیہ کے سقوط سے تینتیس سال قبل یعنی چودہ سو بیس میں تھے تاہم شیکسپیئر کی مذہبی حس اس قدر قوی ہے کہ وہ یا تو اس تاریخی غلطی کی طرف متوجہ نہیں تھے یا اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے انہوں نے یہ ڈرامہ سولہ سو عیسوی میں لکھا تھا ۔

فصل ششم: محمد (ص) مسیح مخالف فرد کی حیثیت سے اور اصلاح کلیسا کے دوران محمد و اسلام ۔

لوتھر نے سولہویں صدی کی دوسری دہائی سے کلیسا اور پوپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جس کے نتیجے میں کلیسا نے انہیں کافر قرار دیا اس زمانے سے یورپ میں ایک بنیادی تضاد پیدا ہو گیا۔ ایراسموس جو ایک اومانسٹ تھے وہ حقیقت وجود کے بارے میں تمام تر اختلافات کے باوجود رواداری اور تمام دینوں کے احترام اور خدا کی تقدیس و تکریم کے قائل تھے۔ عیسائیت میں اختلافات کے طول پکڑنے سے اکثریت لوتھر کی گرویدہ ہو گئی تھی اور پوپ کو عیسیٰ مسیح کا مخالف اور دجال کہا جانے لگا تھا۔ لوتھر جو پروٹسٹینٹزم کے بانی شمار ہوتے تھے انہوں نے بھی محمد و اسلام کے بارے میں نہایت شدید نظریات پیش کئے جو ان کے پیرووں میں رائج ہو گئے لیکن اس زمانے میں اہم بات یہ تھی کہ قرون وسطیٰ میں محمد کو جو دجال کا لقب دیا گیا تھا اب یہ لقب پوپ کے لئے استعمال ہونے لگا اور پروٹسٹینٹ عیسائیوں کی نظر میں پوپ تھے جو عیسیٰ مسیح کے مخالف بن چکے تھے۔ عیسائیت میں دجال کا تصور نہایت اہمیت کا حامل ہے کرامول اپنی کتاب "پوپ وہی دجال ہیں" میں لکھتے ہیں کہ خدا اور انسان کے نجات دہندہ عیسیٰ مسیح کے بعد کسی چیز کی شناخت دجال کی شناخت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی "رنیسینس کے آغاز میں دجال کے مفہوم میں توسیع آگئی تھی۔ دجال کون تھا؟ پوپ پادری ترک یا پھر محمد (ص)۔ لوتھر کی نظر میں دجال کا حقیقی تجسم پوپ تھا جبکہ برطانوی عیسائیوں کی نظر میں محمد و پوپ دونوں اہریمنی وجود کے حامل تھے تاہم پوپ کو زیادہ خطرناک سمجھتے تھے چونکہ وہ داخلی دشمن تھے۔ پندرہ سو پچاس میں لکھے جانے والے ایک ڈرامے میں ترکوں اور کیتھولک عیسائیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "جرات سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ترک ہزار گنا تم لوگوں (کیتھولکس) سے اچھے ہیں"

تیرہ سو چوراسی میں جان وائیکلیف عیسائیت کی داخلی برائیوں کی نشاندہی کرنے کے لئے محمد کے نام کو استعارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں "ہم مغرب کے ماحومت" اس سے ان کی مراد کلیسا کے

سولہویں صدی میں عیسائیت میں ایسے عالم میں اختلافات عروج پر پہنچے جب ترکوں کا خطرہ بڑھ چکا تھا اور ترکوں نے ہنگری کی بادشاہت کا تختہ الٹ دیا تھا بنابرین اسلام کے خلاف جدوجہد کو بدستور اولیت حاصل تھی اور لوتھر نے اپنے بڑھاپے میں مونٹ کروچہ کی کتاب "رد قرآن" کا جرمنی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس زمانے میں یورپیوں کی نظر میں اسلام بہت زیادہ طاقتور ہو چکا تھا اور یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ خدا کا لطف و کرم ترکوں کے شامل حال ہو گیا ہے بنابرین لوتھر نے اس مسئلہ کا جائزہ لینے کو بھی ضروری سمجھا کہ آیا اسلام میں زیادہ سعادت ہے یا عیسائیت میں؟ لوتھر نے اپنے اعترافات میں لکھا ہے کہ ایک بار وہ بھی شک و تردید کا شکار ہو گئے تھے اور ایسے گمراہ ہوئے کہ محمد کو تقریباً پیغمبر تسلیم کر لیا اور یہ خیال کرنے لگے کہ ترک اور یہودی حقیقی قدوسیت کی راہ میں قدم اٹھا رہے ہیں، لیکن انہوں نے یکایک شیطان کو خود سے دور کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

ایسا لگتا ہے کہ لوتھر نے پندرہ سو بیالیس میں پہلی مرتبہ قرآن کا ترجمہ حاصل کر کے اس کا مطالعہ کیا اس کے باوجود وہ محمد کی جانب سے خدائے واحد پر یقین اور ربانیت مسیح کے نظریے کو رد کرنے کی وجہ سے انہیں جھوٹے پیغمبر سمجھتے تھے جنہیں خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے قرآن ملتا تھا لہذا ان میں اور پوپ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ لوتھر محمد کو بغیر معجزہ کا پیغمبر سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے ان کی مذمت کیا کرتے تھے اسی طرح ان کی کامیابیوں کو مکرو فریب و جھوٹ و ریا نیز مہارت و ذہانت کا نتیجہ قرار دیتے تھے۔

فصل ہفتم: اومانسٹ یا متحجر (سترھویں صدی عیسوی میں محمد یوریوں کے آثار میں)

سولہ سو تراسی میں ویانا کے باہر ترکوں کی شکست یورپ کے لئے ترکوں کے خطرے میں کمی اور درحقیقت ترک حکومت کی جانب سے لاحق تشویشوں کے کم ہونے کا آغاز تھی دوسری طرف سے اٹھارویں صدی میں روشن خیالی اور اومانیزم کا رواج شروع ہو چکا تھا۔ کانت کا زمانہ (سترہ سو چوبیس سے اٹھارہ سو چالیس) عقلیت پسندی یا عقل و خرد کا زمانہ کہاجاتا ہے اسی زمانے میں تدریجاً آزادی فکر بھی معرض وجود میں آتی گئی اور کچھ لوگوں نے گرچہ پابندیوں اور سنسر کے سائے میں اپنے دل میں چھپی ہوئی باتوں کا اظہار کرنے کی کوشش کی۔ اٹھارویں صدی میں بھی اسلام و محمد (ص) کے خلاف حملے جاری رہے اس زمانے میں فرق صرف اتنا تھا کہ

یورپیوں نے اپنی ساری توجہ اسلام سے ہٹا کر صرف محمد (ص) کی ذات پر مرکوز کردی تھی اسی کے ساتھ ساتھ اس زمانے میں ماضی کے مطالب کی بھی تکرار ہوتی تھی تو کبھی جدید مطالب بھی سامنے آتے تھے۔ فرانسیسی باشندے "آب دوورتو" نے سترہ سوچوبیس میں "قرآن کے مولف کے بارے میں" کے عنوان سے ایک رسالہ تحریر کیا اس رسالے میں قرون وسطی کے الزامات کو ہی دوہرا یا گیا تھا جیسے محمد (ص) نے بزور شمشیر اسلام کو پھیلایا ہے یا یہ کہ محمد بے راہ روی کے حامی تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ محمد (ص) نے چھپ چھپا کر مقدس کتاب کے عہد عتیق اور عہد جدید کا مطالعہ کیا تھا اور ان سے اپنے نئے دین کی بنیادیں مستحکم کرنے میں مدد ملی تھی۔ "آب دوورتو" نے قرون وسطی ہی کی طرح مالدار خاتون سے شادی کومنفی رخ دیکر وحی کو مرگی کی بیماری سے تعبیر کیا ہے۔

اس فرانسیسی مولف کے برخلاف کونٹ دو بولنویلیر (Cont de Boulainvilliers) نے سترہ سو بیاسی میں "زندگی ماحومت" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس میں دین اسلام کو عیسائیت کے برخلاف فطری سادہ اور منطقی دین قرار دیا انہوں نے کلیسا کے اس الزام کو کہ دین محمد (ص) عیسائی عقل کی اساس پر ایک غیر معقول دین ہے رد کیا اور کہا کہ دین اسلام سے زیادہ منطقی معقول اور قابل قبول کوئی اور دین نہیں ہے انہوں نے یورپ کا قرون وسطی کا یہ الزام کہ محمد ایک غیر مہذب شخص تھے مسترد کیا انہوں نے مسلمانوں کے آداب و رسوم کا بھی دفاع کیا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ختنہ کرنا بدن کی سلامتی کے لئے مفید ہے اور سور کا گوشت گرم علاقوں میں بیماریوں کا باعث بنتا ہے اور ہاتھ پیر دھونا نیز غسل ووضو بھی گرم علاقوں میں حفظان صحت کے لحاظ سے بہت مفید ہے افسوس کہ بولنویلیر کی روش پائدار روش میں تبدیل نہ ہوسکی۔

اس زمانے میں یورپیوں نے اپنی فکری سطح کے مطابق اسلام و محمد (ص) کے خلاف کتابیں لکھیں مثال کے طور پر "ابہ دوست پیئر" نے اسلام کے خلاف اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ گرم علاقے کے باشندوں کی پرواز تخیل اور سوچنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے لہذا اسلام بھی اسی طاقت تخیل کا نتیجہ ہے ان کی نظر میں اسلام آخر کار تحجر اور تعصب کا شکار ہو کر رہے گا ان کا نظریہ تھا کہ یہ افکار سرد علاقوں کے باشندوں کو بھی متاثر کرسکتے ہیں البتہ اگر وہ نادانی کا مظاہرہ کریں۔

"ژان آنتوان گوئر" نے سترہ سو سینتالیس میں ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے محمد (ص) کو جاہ طلب فرد کے طور پر پیش کیا ہے کہ جس نے دین کی تحریف کر کے اسے اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بھی محمد میدان فصاحت ہارنے لگتے تھے طاقت کا استعمال کرتے تھے۔ ژان آنتوان گوئر کرامول سے محمد (ص) کا موازنہ کر کے ان دونوں میں مکرو رفیب اور منافقت کو وجہ اشتراک قرار دیتا ہے۔ اس کی نظر میں ان دونوں کی بیویوں نے ان کے حوصلے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب کی فصل دوم میں لکھتا ہے کہ اسلام کی نظرمیں عورتیں روح سے بے بہرہ ہیں لہذا جنت میں نہیں جاسکتیں۔ وہ محمد کے شدید جنسی رجحان پر مبنی قرون وسطی کے الزامات کی تکرار کرتا ہے اسی الزام سے "دید رو" بھی متاثر دکھائی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ محمد عورتوں کو سب سے زیادہ دوست رکھنے والے اور عقل و خرد کے دشمن تھے وہ عیسائیت پر بھی اعتقاد نہیں رکھتا تھا اور شک و عدم اعتقاد کو فلسفی نظریوں کے حصول کی اساس سمجھتا تھا بنا بریں یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ "دیدرو" کی طرح سوچنے والے اصل دین و مذہب کے مخالف تھے اور فرانس میں جہاں اب بھی پادریوں کو اقتدار حاصل تھا بغیر کسی طرح کی رکاوٹ کے اسلام پر حملے کیا کرتے تھے جبکہ ان کا اصل مقصد دین کی نفی کرناتھا۔ دیدرو اور ولادیمیر کی نگرانی میں اٹھارویں صدی عیسوی کے نصف دوم میں شایع ہونے والے دائرۃ المعارف میں محومت کے بارے میں ایک مقالہ شامل ہے جس میں محمد (ص) کی تعریف کے

ساتھ تنقیص بھی دیکھنے کو ملتی ہے اس مقالے میں محمد (ص) کو طاقتور اور جری بتایا گیا ہے لیکن تعدد زوجات، جنسی رجحانات، مکرو فریب کی سیاست اور نبوت کے جھوٹے دعوے جیسے قرون وسطی کے الزامات کو بھی دہرایا گیا ہے یہ مقالہ ایک طرح سے "پیئر میل" کی کتاب "تاریخی - تنقیدی فرہنگ" کے زیر اثر لکھا گیا ہے پیئر میل محمد (ص) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہیں ہوشیار عورتوں کا تعاون حاصل نہیں تھا اور نہ وہ عورتوں کو اپنے کاموں میں شریک کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ محمد (ص) نے اس وجہ سے ایران پر حملہ نہیں کیا کہ ایران کی عورتیں خوبصورت تھیں اور انہیں خوف تھا کہ وہ اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ پائیں گے۔ اس زمانے میں فرانس بلکہ یورپ کا مشہور ترین مصنف "والٹر" ہے وہ ہر شکل میں تحجر اور تعصب اور مذہب کا مخالف تھا اس کا مشہور ترین تحریری کارنامہ جسے خود وہ بھی اپنا بہترین ڈرامہ کہتا ہے "محموت یا تحجر ہے (Mahomet ou le Fanatisme)

یہ ڈرامہ سترہ سو اڑتیس میں لکھا گیا اور تین سال بعد اسٹیج کیا گیا پوپ بندیکٹ چہار دہم نے بھی اس ڈرامے پر نظر خاص کی اور عثمانی سفیر کے باضابط اعتراض کے بعد اس پر ایک بار پابندی بھی لگائی گئی۔ یہ خیالی ڈرامہ یورپ میں محمد (ص) کے تعلق سے موجود قدیمی ذہنیت کی اساس پر لکھا گیا ہے اس میں محمد (ص) کو خون آشام جنگجو، اقتدار کا بھوکا، غارتگر فاتح اور سازشی ذہن کا مالک بتایا گیا ہے جو اپنی جاہ پسندی کی خاطر اپنے دوستوں کو بھی راستے سے ہٹا دیتا ہے۔ اس ڈرامے میں ابوسفیان، عمر، زید بن حارثہ اور دیگر شخصیتوں کے کردار پیش کئے گئے ہیں اور محمد (ص) کو ایسے شخص کے روپ میں پیش کیا گیا ہے جو اقتدار حاصل کرنے کی کوششوں میں ضمیر کی آواز کو ہرگز نہیں سنتا اور اپنے اہداف تک پہنچنے کے لئے محارم سے زنا کو بھی جائز سمجھتا ہے۔ اس ڈرامے کا دوسرا حصہ پہلے حصے سے زیادہ گہناونا تھا کیونکہ اس میں قرون وسطی کی ذہنیت کے مطابق بھر پور طرح سے محمد (ص) کی شخصیت پر حملے کئے گئے تھے۔ ژوپیر یعنی ابوسفیان سے محومت کی گفتگو تفصیلی اور حیرت انگیز ہے اس گفتگو میں محومت یہ بتاتے ہیں کہ وہ ایک جاہ طلب انسان ہیں اور عرب قبائل کو متحد کرنے کا عظیم منصوبہ رکھتے ہیں اور موقع ملنے پر ایران و روم پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں آؤ اس دنیا کے کھنڈرات پر جزیرۃ العرب کو آباد کریں میں ایک ہزار سال بعد آیا ہوں تاکہ ان بدوی قوانین کو بدل دوں۔

یہ امکان پایا جاتا ہے کہ والٹر نے اس ڈرامے کے پیرائے میں محمد (ص) کی شخصیت کو غلط طرح سے استعمال کرتے ہوئے ایک ٹرا جڈی پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ اس طرح فرانسیسی دربار کا کرپشن اور بدعنوانیاں برملا کرنا چاہتے ہیں۔ والٹر کا ہدف جو بھی رہا ہو بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اٹھارویں صدی عیسوی میں جو کہ علمی تحریک اور بیداری کی صدی تھی والٹر نے بڑی بے رحمی سے یورپیوں کے سامنے محمد (ص) کی شخصیت بری طرح مسخ کر کے پیش کی ہے۔ یہاں پر اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مصر کے معروف ڈرامہ نگار توفیق الحکیم نے والٹر کے جواب میں انیس سو چھتیس میں محمد (ص) کی شخصیت کے بارے میں ایک ڈرامہ لکھا یہ ڈرامہ سیرۃ ابن اسحاق کی اساس پر لکھا گیا اس لحاظ سے اس کی علمی وقعت قابل توجہ ہے البتہ یہ ڈرامہ کبھی اسٹیج نہیں کیا جاسکا (رجوع کریں آن ماری شیمل ص 402)

والٹر نے سترہ سو چھپن میں اپنے مقالے "آداب و رسوم ملل" میں محمد (ص) کے گہرے اثرات کی بنا پر ان کی تعریف کی ہے لیکن انہیں جھوٹا پیغمبر بھی قرار دیا ہے۔ والٹر نے "دوبولنویلیہ کے نظریات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص نبوت کا دعویدار ہو اور سیاست دان بھی ہو اس سے پتہ چلتا ہے کہ

والٹر کس قدر عیسائی تعلیمات سے متاثر ہیں۔ یاد رہے دوبولنویلیہ ان نادر یورپی مصنفین میں سے ہیں جنہوں نے محمد (ص) کی حمایت کی ہے اور ان کی زندگی کے حالات لکھنے میں حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ سترھویں صدی کے اواخر میں "ہمفری پریڈو" نے "مکاری کی حقیقی ماہیت اور محومت کی زندگی بھرپومکاری کے "عنوان سے ایک رسالہ لکھا جس میں وہ محومت کے جھوٹے دعوی نبوت کی خصوصیات اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والا نفسانی خواہشات کو ہوا دیتا ہے اس کی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں وہ مکروفریب سے اپنی باتیں پھیلاتا ہے۔۔۔۔وغیرہ۔ اس رسالے نے اٹھارویں صدی میں یورپیوں پر گہرے اثرات مرتب کئے تھے وہ لکھتا ہے کہ "کس چیز نے محومت کو اس طرح کی مکاری پر مجبور کیا صرف جاہ طلبی اور شہوت"۔

"جوزف پٹس" نے سترہ سو اکتیس میں سرزمین حجاز کے اپنے سفرنامے میں وہی تعصب آمیز نظریات کی تکرار کی ہے اور محمد (ص) کو مکار اور عیاش فرد قرار دیا ہے۔